© rasailojaraid.com

حاملان قرآن

شیخ خیر الدین عمادی

اشرب ھنیئاً، علیک التور مرتفعاً من السموات دار أمنک محلا لا
تلک المکارم لاقعبان من لبن شیبا بماء فعادا بعد ابوالا

(از)

جناب مولوی محمد عثمان صاحب عمادی بی ایس سی (علیگ)

احمد نام خیر الدین خطاب، خیر دین جبین روشن سے مستبین، حضرت شیخ عبد السلام قلندر سے اجازت خلافت حاصل تھی، ہمیشہ مست حق رہا کرتے تھے آپ کے عہد میں امر توا ولولہ تہلیل و غلغلہ تکبیر و زمزمہ تسبیح سے ہر وقت معمور رہتا، طلاب و مریدین کا ایک جم غفیر مدرسہ اور خانقاہ میں ہر آن ذاکر حق رہتا، جوار کے مشرکین و کفار کی حمیت جاہلیت و عصبیت دشنیت میں حرکت آئی اور ایک ناگہانی شبخون میں تمام اہل ذکر سے اس معمورہ کو خالی کرا لیا، شیخ نے پایندہ پور میں اقامت اختیار کی جو مرزا پایندہ بیگ کا آباد کردہ ہے کہ دولت شرقیہ کے معارف ملوک میں تھے انھیں اشراف ملوک میں آپ نے شادی بھی کی اور وہیں رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

حلقۂ درس کلام اللہ پر مقصور تھا جس کا ہر حال میں التزام رہتا، حالت جلا میں بھی جلائے معانی و تجلیۂ مبانی کا شغل نہ چھوٹا، ایک ایسے ہی موقع پر جب کہ طبیعت کی گرفتگی نے افسردگی کا تمام سامان فراہم کر رکھا تھا ایک مستفید نے یہ آیت تلاوت کی۔

فَلَعَلَّکَ تَارِکٌ بَعْضَ مَا یُوحیٰ اِلَیْکَ وَ جو وحی تجھ پر نازل ہوتی ہے شاید تو اس میں سے کچھ چھوڑ دینے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ یَّقُوْلُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِیْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

والا ہے سینہ کی تنگی میں مبتلا ہونے والا ہے۔ یہ اس بنا پر کہ کفار کہتے ہیں اس پیغمبر پر کوئی خزانہ کیوں نہ اترا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا۔ اے پیغمبر تیری حیثیت اس سے زیادہ نہیں کہ تو ایک ڈرانے والا ہے وہ اللہ ہی ہے جو ہر چیز پر نگہبان ہے۱ھ۔

ترک تبلیغ وحی | عرض کی: پیغمبر کا مقدس فریضہ ہے کہ جو وحی الٰہی اس پر نازل ہو تمام و کمال قوم تک پہنچا دے کوئی مصلحت اس میں تہاون کی روادار نہیں ہوسکتی، ایسی خیانت جب کسی پیغمبر سے ہو ہی نہیں سکتی تو اس پر تنبیہ لاحاصل ہے۔ فرمایا:-

انهم كانوا لا يعتقدون بالقرآن ويتهاونون به فكان يضيق صدر الرسول صلى الله عليه وسلم ان يلقى اليهم ما لا يقبلونه ويضحكون منه فهيجه الله تعالىٰ لاداء الرسالة وطرح المبالاة بكلماتهم الفاسدة وترك الالتفات الى استهزائهم۔

کفار کو قرآن کریم پر اعتقاد نہ تھا اس کے ساتھ سبکی سے پیش آتے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دل تنگ ہو جاتے کہ جو آن پر پیش کرتے ہیں مانتے ہی نہیں ہنسی اڑاتے ہیں اس دل تنگی کا اثر زائل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو برانگیختہ کیا کہ فریضۂ رسالت ادا کرنے میں کفار کی پروا نہ کریں اور ان کے استہزاء و تمسخر کی جانب ملتفت ہی نہ ہوں۔

تحمل ضرر | والغرض منه التنبيه على انه ان ادى ذالك الوحى وقع فى سخريتهم وسفاهتهم وان لم يؤد ذالك الوحى اليهم وقع فى ترك وحى الله تعالىٰ وفى ايقاع الخيانة فاذا لا بد من تحمل احد

غرض یہ ہے کہ پیغمبر اچھی طرح متنبہ ہو جائیں کہ دو صورتوں میں سے ایک صورت بہرحال واقع ہوگی، اگر وحی الٰہی کا فرض ادا کیا تو کفار کے تمسخر و سفاہت کا نشانہ بننا پڑا اور اگر یہ فرض ادا نہ کیا تو وحی الٰہی کو ترک اور اس میں خیانت کرنی پڑی، یہ دونوں ضرر ہیں اور ان

۱ھ "واللہ علیٰ کل شیء وکیل" میں "وکیل" کا ترجمہ ابن قتیبہ نے یہی ترجمہ جس میں تصریح ہے کہ معنی "وکیل" "حفیظ" ای یحفظ علیھم اعمالھم ویجازیھم بھا"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الضررين وتحمل ضرر سفاهتهم اسهل من تحمل ايقاع الخيانه فى وحى الله تعالى۔

دونوں میں سے کسی ایک کو جب برداشت کرنا ہی ہے تو اللہ کی وحی میں خیانت کرنے کی مضرت برداشت کرنے سے یہ کہیں زیادہ آسان ہے کہ کفار کی سفاہت برداشت کر لی جائے

اختیار اہون البلیتین | وفى ذكر هذا الكلام التنبيه على هذه الدقيقه الانسان اذا علم ان كل واحد من طرفى الفعل والترك يشتمل على ضرر عظيم ثم علم ان الضرر فى جانب الترك اعظم واقوى سهل عليه ذلك الفعل وخف۔

منشائے کلام یہ ہے کہ یہ باریکی تاریکی میں نہ رہے اور اس کی تنبیہ ہو جائے، انسان کو جب یہ علم ہوتا ہے کہ فعل و ترک فعل دونوں میں ضرر تو ہے مگر فعل سے ترک فعل کا ضرر بڑھا ہوا ہے تو فعل اس پر آسان و سبک ہو جاتا ہے

کلمۂ شک | عرض کی:۔ آیت کی ابتدا فلعلك سے ہوئی ہے لعلّ (شاید) کلمۂ شک ہے پھر یہاں محل شک کیا ہے؟ فرمایا:۔

المراد منها الزجر والعرب تقول للرجل اذا اراد وابعاده عن امر لعلك تقدر ان تفعل كذا مع انه لا شك فيه ويقول لولده لو امره لعلك تقصر فيما امرتك به ويريد توكيد الامر فمعناه لا تترك۔

لعلّ (شاید) سے زجر مراد ہے جب کسی شئے سے کسی کو ہٹانا چاہتے ہیں تو محاورہ عرب میں کہتے ہیں لعلك تقدر ان تفعل كذا (شاید تم ایسا کر سکو) حالانکہ اس میں شک کی مطلق گنجایش نہیں، اسی طرح بیٹے کو کہیں گے۔ لعلك تقصر فيما امرتك به (میں نے تمھیں جو حکم دیا ہے شاید تم اس میں کوتاہی کرو) مطلب صرف تاکید ہے یعنی خبردار اس کو ترک نہ کرنا۔

ضیق صدر | عرض کی:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انشراحِ سلم، جس کو شرحِ صدر حاصل ہو اس کے سامنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ضیق صدر کی نسبت کیسی؟ فرمایا:—

الضائق في قوله تعالى وضائق به صدرك بمعنى الضيق؟ الفرق بينهما ان الضائق يكون بضيق عارض غير لازم لان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان افسح الناس صدرا ومثله قولك زيد سيد جواد تريد السيادة والجود الثابتين المستقرين فيه فاذا اردت الحدوث قلت سائد وجائد والمعنى ضائق صدرك لاجل ان يقولوا لولا انزل عليه۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں ضائق بہ صدرک (اس کی جگہ سے کیا تم اپنے سینہ میں تنگی لانا چاہتے ہو) فرمایا وہاں ضائق کے معنی ضیق ہی کے ہیں البتہ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ ضائق وہ ہے جو کسی عارضی ضیق میں مبتلا ہو گیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی فراخ سینہ و کشادہ دل تھے کسی ضیق کا آپ کے ساتھ لزوم ممکن نہ تھا اس کی مثال یوں ہے کہ زید کو سید اور جواد کہیں مطلب یہ ہوگا کہ سیادت وجود کے صفات زید میں اس طرح ثبات و استقرار رکھتے ہیں کہ ہٹائے ہٹ نہیں سکتے لیکن اگر عارضی سیادت وجود کا تذکرہ مقصود ہو تو سائد و جائد کہیں گے سید و جواد نہ کہیں گے آیت کے معنی یہ ہیں کہ محض اتنی بات سے کہ وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر پر کوئی خزانہ کیوں نہ اترا تم اپنے سینہ میں کچھ دیر کے لیے ضیق و تنگی کو راہ دینے والے ہو؟

تحدی کی صورتیں عرض کی۔ اسی کے بعد یہ آیت ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔

یا یہ کہیں کہ قرآن کو پیغمبر نے خود تصنیف کر کے اللہ پر افترا کیا ہے کہو کہ یہی بات ہے تو ایسی ہی دس سورتیں تم بھی بنا کے لاؤ اور اللہ کے علاوہ جسے چاہو بلاؤ اپنا شریک بناؤ اگر تم سچے ہو۔

اس آیت میں کفار کو تحدی (چیلنج) کی گئی ہے کہ قرآن کریم کو اگر تم کلام اللہ نہیں مانتے تو جیسی دس قرآنی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سورتیں ہیں ایسی ہی تم بھی دس سورتیں بنا لاؤ۔ کیا قرآن کریم کی یہ کوئی خاص سورتیں تھیں یا عام حکم تھا؟ فرمایا:۔

هذه السور التي وقع بها هذا التحدي معينة وهي سورة البقرة وآل عمران والنساء والمائدة والانعام والاعراف والانفال والتوبة ويونس وهود عليهما السلام۔

یہ سورتیں جن پر تحدی واقع ہوئی معین و مقرر تھیں یعنی سورۂ بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف، انفال، توبہ، یونسؑ، ہودؑ۔

هذه السورة مكية وبعض السور المتقدمة على هذه السورة مدنية فكيف يمكن ان يكون المراد من هذه العشر سور التي ما نزلت عند هذا الكلام فالاولى ان يقال التحدي وقع بمطلق السور۔

یہ سورۂ ہود کی آیت ہے، سورہ ہودؑ کا نزول مکہ معظمہ میں ہوا تھا، تحدی کے لیے جو سورتیں مقرر کی گئیں، ان میں بعض ایسی ہیں کہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں، کیسے ممکن ہے کہ جو سورۃ ہنوز نازل ہی نہ ہوئی ہو اس کو تحدی میں پیش کیا جائے، بہتر یہی قول ہے کہ تحدی عام تھی کسی سورت کی تخصیص نہ تھی۔

ایک کے بعد دس یا دس کے بعد ایک؟ عرض کی:۔ سورۂ ہودؑ سے پہلے سورہ بقرہ اور سورۂ یونسؑ ہے جن میں ایک ہی سورۃ بنا لانے کی تحدی کی گئی ہے، پھر یہاں دس سورۃ کی تحدی کیسی؟ فرمایا:۔

ان التحدي بعشر سور سابق على التحدي بسورة واحدة وهو مثل ان يقول الرجل لغيره اكتب عشرة أسطر مثل ما اكتب فاذا ظهر عجزه عنه قال قد اقتصرت

پہلے دس سورتوں کی تحدی کی پھر ایک سورۃ کی جیسے کوئی کسی سے کہے کہ میری ہی طرح تم بھی دس سطریں لکھ تو لاؤ، جب حریف ایسا نہ کر سکے تو پھر کہے اچھا ایسی ایک ہی سطر سہی، ایک سورت کی تحدی سورہ بقرہ اور سورہ یونسؑ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

منها علی سطر واحد مثله فالتحدی
بالسورة الواحدة ورد فی سورة
البقرة وفی سورة یونسؑ اما تقدم
هذه السورة علی سورة البقرة فظاهر
لان هذه السورة مکیة واما فی سورة یونسؑ فا
لاشکال زائل ایضاً لان کل واحدة من هاتین
السورتین مکیة ویظهر ان تکون سورة هود متقدمة
فی النزول علی سورة یونسؑ۔

میں ہے لیکن یہ سورہ (سورہ ہودؑ) ظاہر ہے کہ سورۂ بقرہ
پر متقدم ہے اس سورت کا نزول مکۂ مبارکہ میں ہوا اور
بقرہ مدینہ امینہ میں اتری تھی، رہی یہ بات کہ سورہ ہودؑ کی
طرح سورہ یونس بھی مکی ہے، یہاں بھی اعتراض قائم نہیں
رہتا، اس لیے کہ دونوں سورتیں مکہ شریفہ ہی میں نازل
ہوئیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سورۂ ہودؑ
کا نزول ہوا پھر یونسؑ کا۔

ربط کلام | کلام بلیغ کا ہر فقرہ مربوط ہونا چاہیئے آیت لاحقہ میں کفار کے عجز اور قرآن کے منزل من اللہ ہونے کی
توثیق کے ساتھ ہی لا الٰہ الا ہو بالکل بے ربط نظر آتا ہے۔

فرمایا: پوری آیت پڑھو:۔

فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنْزِلَ
بِعِلْمِ اللّٰهِ وَأَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَهَلْ أَنْتُمْ
مُسْلِمُوْنَ۔

اس پر بھی کفار اگر تمہاری بات نہ مانیں تو جان لو کہ قرآن
حقیقت میں اللہ کے علم سے اترا ہے اور یہ بھی جانے رہو
کہ بجز اس کے اور کوئی معبود نہیں لہٰذا کیا تم اسے تسلیم کرتے ہو؟

یہ شبہ پہلے بھی پیدا ہو چکا تھا کہ ای تعلق لقوله وان لا اله الا هو بعجزهم عن المعارضة
حقیقت حال یہ ہے۔

انه تعالیٰ لما امر محمداً صلی اللّٰہ علیه وسلم
حتی یطلب من الکفار ان یستعینوا
بالاصنام فی تحقیق المعارضة ثم ظهر

اللہ تعالیٰ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار سے
یہ کہنے کا حکم دیا کہ قرآن کریم کا مقابلہ کرنا ہے تو اپنے
بتوں سے مدد مانگو تو یہ بات آخر کھل گئی کہ بت اُن کو مدد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عجزهم عنها فحینئذٍ ظهر انها لا تنفع ولا تضر فی شیءٍ من المطالب البتة ومتی کان کذالک فقد بطل القول باثبات کونها الٰهة فصار عجز القوم عن المعارضة بعد الاستعانة بالاصنام مبطلاً لالٰهیة الاصنام و دلیلاً علی ثبوت نبوة محمد صلی الله علیه وسلم فکان قوله وان لا اله الا هو اشارة الی ما ظهر من فساد القول بالٰهیة الاصنام

نہیں دے سکتے اسی وقت یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ کسی بات میں بھی بت کسی کو نفع و ضرر نہیں پہونچا سکتے جب یہ صورت ہوئی تو بتوں کے معبود ہونے کا عقیدہ بھی باطل ہو گیا اور اس کا کوئی ثبوت نہیں رہا۔ ان لوگوں نے بتوں سے مدد بھی مانگی اور پھر بھی قرآن کا مقابلہ کرنے سے عاجز رہے۔ اس سے ایک طرف تو یہ ثابت ہوا کہ بت معبود نہیں ورنہ اپنے پوجاریوں کو مدد دیتے دوسری طرف یہ ثبوت ملا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق ہیں لہذا اس مقام پر لا الہ الا ہو کہنے میں عقیدہ الوہیت اصنام کے فاسد ہونے اور اس کی خرابی کے نمایاں ہو جانے کی جانب اشارہ تھا

© rasailojaraid.com